توثیق قاضی ابویوسف رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام ونسب:

آپ کا مکمل نام،"يَعْقُوْبُ بنُ إِبْرَاهِيْمَ بنِ حَبِيْبِ بنِ حُبَيْشِ بنِ سَعْدِ بنِ بُجَيْرِ بنِ مُعَاوِيَةَ الأَنْصَارِيُّ، الكُوْفِ" اورکنیت"أَبُو يُوْسُفَ" تھی۔

آپ کے جداعلی" سَعْدِ بنِ بُجَيْرِ" رضی اللہ عنہ صحابیِ رسول تھے جنہیں "سَعْدُ ابْنُ حَبْتَةَ" بھی کہا جاتا ہے۔ "حَبْتَةَ" ان کی والدہ کا نام تھا۔ آپ نے غزوہ خندق وغیرہ میں حصہ لیا تھا۔

سنہ ولادت:

علامہ ابوجعفر الطحاوی الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابویوسف (کوفہ میں) 113ھ کو پیدا ہوئے۔ (تاریخ بغداد: 14/247)۔

نیز دیکھیں، سیر اعلام النبلاء (8/536)، الانساب للسمعانی (10/308)، وغیرہ۔

کوثری کذاب اور دیگر کچھ لوگوں نے ان کی سنہ ولادت کو دھکے سے 93ھ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

وفات:

قاضی ابویوسف نے ہارون الرشید کے زمانے میں 5ربیع الثانی182ھ کو وفات پائی۔

شیوخ واساتذہ:

حدیث میں آپ کے بعض اساتذہ میں ہشام بن عروہ، عطاء بن السائب، یحیی بن سعید، یزید بن ابی زیاد، سلیمان الاعمش، ابو اسحاق الشیبانی، حجاج بن ارطاۃ، عبید اللہ بن عمر اور کئی دوسرے محدثین شامل ہیں۔

جبکہ فقہ میں آپ امام ابو حنیفہ کے ہم نشین رہے اور قیاس ورائے بھی انہی سے سیکھا جس کی وجہ سے بعض نے آپ پر کلام کیا ہے۔

تلامذہ:

آپ سے درج محدثین نے روایات لیں ہیں:

ابن سماعہ، یحیی بن معین، احمد بن حنبل، علی بن جعد، احمد بن منیع، علی بن مسلم الطوسی، اسد بن فرات، عمرو الناقد اور ان کے علاوہ کئی لوگ۔

طبقہ:

آپ کا تعلق ساتویں طبقے سے ہے یعنی آپ کا شمار کبار اتباع التابعین میں ہوتا ہے۔

رتبہ:

قاضی ابویوسف جرح وتعدیل کے لحاظ سے مختلف فیہ ہیں، البتہ جرح وتعدیل کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے راجح قول یہی معلوم ہوتا ہے کہ روایتِ حدیث میں آپ کم از کم حسن الحدیث تھے۔

تفصیل درج ذیل ہے۔

معدلین:

1- امام ابو عبد الرحمن النسائی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۰۳ھ) فرماتے ہیں: **"أبو يوسف القاضي: ثقة"**

(الطبقات آخر کتاب الضعفاء ص310 بحوالہ تحقیقی مقالات 1/533)

تبصرہ:

امام نسائی کا شمار متشدد ناقدین میں ہوتا ہے اور متشددون کی توثیق کے متعلق امام ذہبی فرماتے ہیں: **"فهذا اذا وثق شخصا فعض على قوله بناجذيك وتمسك بتوثيقه"** جب اس قسم کے ناقدین کسی شخص کی توثیق کریں تو ان کے قول کو اپنے دانتوں سے چبالو اور ان کی توثیق کو مضبوطی سے تھام لو۔

(ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح والتعدیل للذہبی: ص172)۔

2- امام ابن حبان البستی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۵۴ھ) فرماتے ہیں: **"وكان شيخا متقنا"** (کتاب الثقات 7/645)۔

ایک دوسری جگہ فرمایا: **"من الفقهاء المتقنين لم يسلك سبيل صاحبه الا في الفروع"** ابویوسف متقن فقہاء میں سے تھے، آپ نے اپنے ساتھی (یعنی امام ابو حنیفہ) کی راہ نہیں اپنائی سوائے فروعی معاملات میں (یعنی آپ کا عقیدہ سالم تھا)۔

امام ابن حبان مزید فرماتے ہیں:

"لسنا مِمَّن يُوهم الرعاع مَالا يستحله وَلَا مِمَّن يَحِيف بالقدح فِي إِنْسَان وَإِن كَانَ لنا مُخَالفا بل نعطي كل شيخ حَظه مِمَّا كَانَ فِيهِ ونقول فِي كل إِنْسَان مَا كَانَ يسْتَحقّهُ من الْعَدَالَة وَالْجرْح أدخلنا زفرا وَأَبا يُوسُف بَين الثِّقَات لما تبين عندنَا من عدالتهما فِي الْأَخْبَار وأدخلنا من لَا يشبههما فِي الضُّعَفَاء مِمَّا صَحَّ عندنَا مِمَّا لَا يجوز الِاحْتِجَاج بِهِ"

ہم (محدثین) ایسے نہیں ہیں جیسا کہ گھٹیا لوگ (ہمارے بارے میں) شبہ ڈالتے رہتے ہیں، جسے وہ (اپنے لئے بھی) حلال نہیں سمجھتے۔ اگرچہ کوئی انسان ہمارا مخالف بھی ہو، ہم اس کے بارے میں ظالمانہ جرح کے قائل نہیں ہیں، ہم ہر انسان کے بارے میں جرح وتعدیل کے لحاظ سے وہی بات کہتے ہیں جس کا وہ مستحق ہوتا ہے۔ ہم نے زفر (بن الہذیل) اور ابو یوسف کو ثقہ راویوں میں اس لئے داخل کیا ہے کہ روایات میں ان کی عدالت ہمارے نزدیک ثابت ہے اور جو لوگ ان کے مشابہ نہیں ہیں ہم نے انہیں اُن ضعیف راویوں میں شامل کیا ہے جن سے حجت نہیں پکڑی جاتی۔

(کتاب الثقات: 7/646)

تبصرہ:

امام ابن حبان کی یہ توثیق درج ذیل وجوہات کے باعث دیگر کئی اقوال سے اعلیٰ وافضل ہے:

اول: امام ابن حبان مشہور راویوں کے معاملے میں متشدد ہیں اور ایسے ناقدین کے متعلق امام ذہبی کا قول اوپر گزر چکا ہے۔

دوم: امام ابن حبان کے قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلکی مخالفت کے باوجود ان کا یہ فیصلہ عدل پر مبنی ہے۔

سوم: امام ابن حبان کی توثیق کی بنیاد علم و دلیل پر مبنی ہے نہ کہ بے احتیاطی یا لاعلمی پر۔

لہٰذا اس قول کو دیگر کئی اقوال پر فوقیت حاصل ہے۔

3- امام عمرو بن محمد بن بکیر الناقد رحمہ اللہ (المتوفی 232) فرماتے ہیں: "لا أري أن أروي عن أحد من أصحاب الرأي إلا أبو يوسف فإنه كان صاحب سنة." "میں کسی بھی صاحب رائے سے روایت کرنا پسند نہیں کرتا سوائے ابو یوسف کہ کیونکہ وہ صاحب سنت ہیں۔

(الکامل لابن عدی 8/644، و تاریخ بغداد: 14/253 ت 7558 صحح اسنادہ الشیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ)

4- امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۳ھ) نے امام ابو یوسف کے متعلق درج ذیل اقوال توثیق میں کہے ہیں:

امام عباس بن محمد الدوری فرماتے ہیں کہ میں نے یحیی بن معین کو کہتے سنا، "كان أَبو يُوسف القاضي يَميل إِلى أصحاب الحديثِ، وكتبت عنه، وقد حَدثنا يَحيى عنه" ابو یوسف القاضی اصحاب الحدیث کی طرف مائل ہیں اور میں ان سے حدیث لکھتا ہوں، (عباس فرماتے ہیں) یحیی بن معین ہمیں بھی ان کی حدیث روایت کیا کرتے تھے۔

(تاریخ ابن معین 5353)

ایک دوسری جگہ امام ابن معین فرماتے ہیں:

"أبو يوسف القاضي لم يكن يعرف الحديث وهو ثقة."

(تاریخ بغداد 14/259 وصححہ الشیخ زبیر)

عباس الدوری روایت کرتے ہیں کہ امام ابن معین نے فرمایا:

"أنبل من أن يكذب" ابو یوسف جھوٹ بولنے سے بالاتر ہیں۔

(تاریخ بغداد: 14/259)

ایک مقام پر فرمایا:

"كتبت عن أبي يوسف وأنا أحدث عنه"

(تاریخ بغداد:14/259)

ایک جگہ فرمایا:

"ليس في أصحاب الرأي أحد أكثر حديثا ولا أثبت من أبي يوسف" اصحاب الرائے میں کوئی بھی ابو یوسف سے زیادہ احادیث والا اور ان سے زیادہ ثبت کوئی نہیں ہے۔

(الکامل 8/466 وسندہ صحیح)

تبصرہ:

امام یحیی بن معین کا شمار بھی مشہور متشدد ناقدین میں ہوتا ہے لہذا ان کی توثیق کو باقیوں کی نسبت فوقیت حاصل ہے۔

5- جرح وتعدیل کے معتدل امام، ابو احمد ابن عدی الجرجانی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۶۵ھ) فرماتے ہیں:

"وإذا روي عنه ثقة ويروي هو عن ثقة فلا بأس به وبرواياته." جب ان سے ثقہ راوی روایت کرے اور وہ ثقہ راوی سے بیان کریں تو ان میں اور ان کی روایت میں کوئی حرج نہیں۔

(الکامل لابن عدی:8/468)

تبصرہ:

امام ابن عدی کی کتاب الکامل گواہ ہے کہ آپ ہر راوی کا فیصلہ بنا کسی مسلکی تفاوت کے محض راوی کی روایات کی بنا پر کرتے ہیں اور یہاں بھی انہوں نے ایسا ہی کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا یہ فیصلہ علم اور عدل پر مبنی ہے، جبکہ اس کے برعکس جرح کے بیشتر اقوال جو امام ابو یوسف کے خلاف پیش کیے جاتے ہیں ان میں ذاتی اور فقہی تنقید زیادہ نمایاں نظر آتی ہے جیسا کہ آگے آئے گا ان شاء اللہ۔

6- امام احمد بن کامل القاضی رحمہ اللہ (المتوفی 350) فرماتے ہیں:"ولم يختلف يحيي بن معين وأحمد بن حنبل وعلي بن المديني في ثقته في النقل"یحیی بن معین، احمد بن حنبل، اور علی بن مدینی کے مابین ابو یوسف کے روایت حدیث میں ثقہ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔
(اخبار ابی حنیفہ للصیمری: ص90، و تاریخ بغداد: 14/ 243، وسندہ حسن)

تبصرہ:

احمد بن کامل کے متعلق امام ذہبی فرماتے ہیں:"الشَّيْخُ، الإِمَامُ، العَلاَّمَةُ، الحَافِظُ "(سیر اعلام النبلاء: 15/ 545)۔ اور یہ الفاظ مجموعی طور پر توثیق کے زمرے میں ہی آتے ہیں۔
امام خطیب بغدادی ان کے متعلق فرماتے ہیں:"كَانَ من العلماء بالأحكام، وعلوم القرآن، والنحو، والشعر، وأيام الناس، وتواريخ أصحاب الحديث وله مصنفات فِي أكثر ذلك "(تاریخ بغداد: 5/ 120)۔
اس کے علاوہ امام خطیب اپنے استاد، امام ابن رزقویہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:"لم تر عيناي مِثْلَهُ"میری آنکھوں نے احمد بن کامل جیسا کوئی نہیں دیکھا (ایضا)۔
لہذا انہیں ضعیف کہنا ٹھیک نہیں ہے۔ جہاں تک بات ہے امام دار قطنی کے قول کی (سؤالات السہمی 176) تو اس میں بھی امام دار قطنی نے احمد بن کامل کے محض روایتِ حدیث میں تساہل کی طرف اشارہ کیا ہے اور تساہل سے نہ تو تضعیف ثابت ہوتی ہے اور نہ ہی ان کی عدالت میں کوئی فرق پڑتا ہے کہ ان کے ذاتی قول کو بھی رد کر دیا جائے جو کہ ہر گز نقل کے زمرے میں نہیں آتا!

نوٹ: امام احمد بن کامل کا جرح وتعدیل کے ان تین ائمہ کا ذکر کرنا نہ صرف مذکورہ ائمہ کے اقوال وموقفات کی تشریح کرتا ہے بلکہ اس میں احمد بن کامل (عالم بایام الناس وتواریخ اصحاب الحدیث عند الخطیب) کی ان ائمہ سے تائید بھی شامل ہے۔

7- امام العلل، علی بن عبد اللہ المدینی رحمہ اللہ (المتوفی 234) فرماتے ہیں: "قدم أبو يوسف..... وكان صدوقا."

(تاریخ بغداد: 14/255)

تبصرہ:

امام علی بن عبد اللہ المدینی سے یہ قول روایت کرنے والے ان کے صاحبزادے، عبد اللہ بن علی المدینی ہیں۔ اگرچہ ان کی توثیق صراحتاً ثابت نہیں ہے لیکن ان کے عادل ہونے میں کم از کم کوئی شک نہیں ہے کیونکہ محدثین نے ان کے اقوال سے حجت پکڑی ہے اور ان پر کسی نے کسی قسم کی جرح نہیں کی ہے۔ اور جہاں تک ضبط کی بات ہے تو اس قسم کے اقوال میں کسی خاص حافظے یا ضبط کی ضرورت نہیں ہوتی کہ راویوں کو حدیث کے سخت ترین امتحان سے گزارا جائے، خاص کر جب راوی براہ راست اپنے والد اور استاد سے ان کا قول نقل کر رہا ہو۔ لہٰذا اس قسم کے اقوال کے خلاف کوئی قول نہ ہو تو ان سے حجت پکڑنا جائز ہے، اور ان اقوال کے متعلق تمام محدثین کا صدیوں سے یہی اسلوب رہا ہے۔

8- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی ۲۴۱ھ) کے نزدیک بھی ابو یوسف حسن الحدیث تھے۔ (دیکھیں احمد بن کامل کا قول اور تفصیل کے لئے دیکھیں جرح کے اقوال #1)۔

9- امام ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں: "وأبو يوسف ثقة إذا كان يروي عن ثقة" اور ابو یوسف اگر ثقہ راوی سے روایت کریں تو وہ ثقہ ہیں۔

(السنن الکبری 1/512 و معرفۃ السنن والآثار 1/381)

10- امام ابو عبد اللہ الحاکم النیسابوری رحمہ اللہ (المتوفی ۴۰۵ھ) قاضی ابو یوسف کی ایک حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: "**هذا حديث رواته عن آخرهم ثقات**" اس حدیث کے تمام راوی آخر تک ثقہ ہیں۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: 1/533 ح1395)

11- امام الجرح والتعدیل، حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۸ھ) قاضی ابو یوسف کے متعلق فرماتے ہیں: "**حسن الحديث**"۔

(تلخیص المستدرک 1/377)

ایک دوسری جگہ امام ذہبی ابو یوسف کے متعلق فرماتے ہیں: "**هو الإمام المجتهد العلامة المحدث قاضي القضاة**" (سیر اعلام النبلاء 8/535)۔

12- امام محمد بن سعد کاتب الواقدی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۰ھ) فرماتے ہیں: "**كان يعرف بالحفظ للحديث، وكان يحضر المحدث فيحفظ خمسين وستين حديثا، فيقوم فيمليها على الناس، ثم لزم أبا حنيفة النعمان بن ثابت فتفقه وغلب عليه الرأي وجفا الحديث**" ابو یوسف احادیث کے حفظ کے لئے جانے جاتے تھے۔ آپ کسی محدث کے پاس پہنچتے اور پچاس ساٹھ حدیثیں حفظ کرتے پھر کھڑے ہو کر لوگوں کو (بعینہ) سنا دیتے۔ پھر آپ نے امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کو لازم پکڑ لیا اور ان سے علم فقہ سیکھا پھر آپ پر رائے کا غلبہ ہو گیا اور حدیثیں چھوڑ بیٹھے۔

تبصرہ:

اس قول سے صاف ظاہر ہے کہ امام ابن سعد کے نزدیک ابو یوسف حفاظ حدیث میں سے تھے لہٰذا یہ قول جرح کی بجائے تعدیل میں پیش کرنا زیادہ مناسب ہے۔ جہاں تک حدیثیں چھوڑنے کا معاملہ ہے تو اس سے مراد یا تو

روایتِ حدیث چھوڑنا ہے (جو کہ بعید و غیر ثابت ہے) یا رائے کا غلبہ ہونے کی وجہ سے احادیث کے ساتھ انصاف نہ کرنا ہے (اور سیاق کے مد نظر یہی بات معلوم ہوتی ہے)۔ اور اس سے تضعیف لازم نہیں آتی اور نہ ہی رائے کے غلبے سے حافظے میں کوئی فرق پڑتا ہے۔

جارحین اور ان کی جرح

غیر متعلق جروح

ذیل میں ان جروح کو ذکر کیا جائے گا جو یا تو ابو یوسف کی فقہ پر مبنی ہیں اور حدیث میں تضعیف سے ان کا کوئی تعلق نہیں یا وہ تنقیدات جن سے تضعیف ثابت نہیں ہوتی اور تضعیف کے کسی صیغہ میں سے کوئی بھی ان میں موجود نہیں بلکہ فقہ کی ہی بنیاد پر کہی گئی ہیں۔ لہذا ان اقوال کو خاص حدیث کی تضعیف اور صریح توثیق کے خلاف گننا بہت بڑی نا انصافی ہے۔

- امام عبد اللہ بن المبارک المروزی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں: "**إني لأكره أن يجلس في مجلس يذكر فيه يعقوب**" میں ایسی مجلس میں بیٹھنا مکروہ سمجھتا ہوں جس مجلس میں یعقوب (ابو یوسف) کا ذکر کیا جائے۔

(کتاب المعرفۃ والتاریخ للامام یعقوب بن سفیان الفارسی 2/789، وسندہ صحیح)

ایک آدمی نے امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے اسے مسئلہ بتایا، وہ آدمی بولا: ابو یوسف اس مسئلے میں آپ کے مخالف ہیں تو ابن المبارک نے فرمایا:

"**إن كنت صليت خلف أبي يوسف فانظر صلاتك**" اگر تم نے ابو یوسف کے پیچھے نماز پڑھی ہے تو اپنی نماز دیکھو، یعنی اس کا اعادہ کر لو۔

(کتاب الضعفاء للعقیلی 4/441 وسندہ صحیح)

عبدہ بن سلیمان المروزی کہتے ہیں کہ میں نے ہمیشہ یہ دیکھا کہ ابن المبارک جب ابو یوسف کا ذکر کرتے تو اس کی دھجیاں اڑا دیتے (یعنی شدید جرح کرتے) اور ایک دن آپ نے ان (ابو یوسف) کے بارے میں فرمایا: ان لوگوں میں سے کسی نے اپنے باپ کی جماع شدہ لونڈی سے عشق کیا پھر اس نے ابو یوسف سے مسئلہ پوچھا تو اس نے کہا: اس لونڈی کو سچا نہ سمجھو (یعنی اس سے نکاح کرلو) پس وہ آدمی ابو یوسف کے لئے حصے مقرر کرنے لگا یا ابن المبارک ان (ابو یوسف) پر شدید جرح کرنے لگے۔

(الضعفاء للعقیلی 4/444 وسندہ حسن)

تبصرہ:

ان تینوں اقوال میں جرح تو ہے لیکن حدیث کے معاملے میں تضعیف کا کہیں کوئی نام ونشان نہیں ہے۔ ابن المبارک کی تمام جرح ابو یوسف کی فقہ پر ہے اور اس سے ہمیں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ فقہ اور حدیث میں فرق ہے۔ لہٰذا ان اقوال کو یہاں تضعیف کے اقوال میں گننا ہی ناانصافی ہے۔

- عبداللہ بن ادریس الکوفی فرماتے ہیں: "كان....وأبو يوسف فاسقا من الفاسقين" اور ابو یوسف فاسقوں میں سے ایک فاسق تھا۔ (الضعفاء للعقیلی 4/440 وسندہ صحیح)

عبداللہ بن ادریس فرماتے ہیں:

"رأيت أبا يوسف , والذي ذهب بنفسه بعد موته في المنام يصلي على غير قبلة , وسمعت وكيعا , وسأله رجل عن مسألة , فقال الرجل: إن أبا يوسف يقول كذا وكذا , فحرك رأسه , وقال: أما تتقي الله , بأبي يوسف تحتج عند الله."

میں نے ابو یوسف کو اس کے مرنے کے بعد، خواب میں دیکھا وہ قبلہ کے بغیر دوسری طرف نماز پڑھ رہا تھا، اور (یحییٰ بن محمد سابق نے کہا) میں نے ایک آدمی کو وکیع سے مسئلہ پوچھتے ہوئے سنا تو اس آدمی نے کہا: ابو یوسف تو

یہ یہ بات کہتے ہیں! وکیع نے (غصے سے) سر ہلاتے ہوئے کہا: کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ کیا تو اللہ کے سامنے ابو یوسف سے حجت پکڑے گا؟

(الضعفاء للعقیلی 4/442 وسندہ صحیح)

تبصرہ:

ان دونوں اقوال میں بھی تضعیف کا کوئی نام ونشان نہیں، لہٰذا اس قسم کے اقوال سے ابن حبان، ابن معین، اور ابن المدینی جیسے ائمہ کی صریح توثیق کو رد کرنا بالکل مردود ہے۔ یہ اقوال بھی ابو یوسف کی فقہ سے متعلق ہیں لہٰذا ان کا یہاں کوئی تعلق نہیں!

- امام یزید بن ہارون فرماتے ہیں: "لا يحل الرواية عنه، إنه كان يعطي أموال اليتامي مضاربة ويجعل الربح لنفسه" اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے، یہ (ابو یوسف) یتیموں کے مال بطورِ مضاربت (تجارت میں) لگاتا اور اس کا نفع خود کھا جاتا تھا۔

(الضعفاء للعقیلی 4/440 وسندہ صحیح، تاریخ بغداد 14/258 وسندہ صحیح)

تبصرہ:

اس قول میں بھی یزید بن ہارون کا ابو یوسف سے روایت نہ لینے کی تلقین محض فقہی بنیاد پر ہے۔

- مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۷۹ھ) = ایک دفعہ مالک بن انس مدینہ میں امیر المؤمنین ہارون (الرشید) کے پاس گئے، وہاں ابو یوسف بھی تھے۔ اس (خلیفہ) نے دو دفعہ کہا: اے ابو عبد اللہ (مالک بن انس)! یہ قاضی ابو یوسف ہیں۔ (امام مالک نے فرمایا) میں نے کہا: جی ہاں اے امیر المؤمنین! اور میں نے (قاضی) ابو یوسف کی طرف دیکھا تک نہیں۔ اس نے دو یا تین دفعہ کہا، ابو یوسف بولا: اے ابو عبد اللہ! اس مسئلے کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو میں نے کہا: اے فلان! اگر تو نے مجھے دیکھا کہ میں باطل لوگوں کی مجلس میں بیٹھا ہوا ہوں تو وہاں آکر مجھ سے (مسئلے) پوچھنا۔

(الضعفاء الکبیر للعقیلی 4/ 441 وسندہ صحیح)

تبصرہ:

یہ جرح بھی پوری طرح سے ابو یوسف کی فقہ پر ہے اور حدیث کا یہاں ذکر تک نہیں!

○ سفیان الثوری الکوفی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۶۱ھ) = عبید اللہ بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ سفیان الثوری کے سامنے ابو یوسف اور ابو حنیفہ کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: "ومن هؤلاء ثم وما هؤلاء" اور یہ لوگ کون ہیں؟ اور یہ لوگ کیا ہیں؟

(المعرفۃ والتاریخ 2/ 791 وسندہ صحیح)

تبصرہ:

اس قول میں بھی کوئی تضعیف نظر نہیں آتی۔ بلکہ یہ قول بھی غالباً ان کی فقہ کے متعلق ہی ہے۔

○ امام سفیان بن عیینہ المکی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۹۸ھ) ایک حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ابو یوسف ایک مدت تک مجھ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھتا رہا لیکن میں اسے اس کا اہل نہیں سمجھتا تھا کہ اسے حدیث سنائی جائے۔ ایک دن ہم (امیر المؤمنین) ہارون الرشید کے پاس تھے، ابو یوسف نے اس سے کہا: اس کے پاس ایک اچھی حدیث ہے، آپ اس سے پوچھیں۔ پس خلیفہ نے پوچھا تو میں نے اسے حدیث سنا دی، پس اس حدیث کو ابو یوسف نے چرالیا۔

(الضعفاء للعقیلی 4۔ 443 وسندہ صحیح)

تبصرہ:

یہ بھی کوئی تضعیف نہ ہوئی۔ امام ابن عیینہ ابو یوسف کو اہل الرائے سے ہونے کی وجہ سے حدیث کا اہل نہیں سمجھتے تھے۔ اہل الرائے کی ان کی مذمت اپنی جگہ لیکن اس سے تضعیف لازم نہیں آتی۔

○ شریک بن عبد اللہ القاضی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۷۷ھ) = یحیی بن آدم کہتے ہیں کہ ابویوسف نے شریک کے سامنے گواہی دی تو انہوں نے اسے مردود قرار دیا۔ میں نے کہا: آپ نے ابویوسف کی گواہی کو رد کر دیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: جو شخص نماز کو ایمان میں سے نہ سمجھے کیا میں اس کی گواہی رد نہ کروں؟

(الضعفاء للعقیلی 4/441 وسندہ صحیح)

علی بن حجر کہتے ہیں کہ ایک دن ہم شریک کے پاس تھے تو انہوں نے فرمایا: "**من ذكر هاهنا أصحاب يعقوب فأخرجوه**" یعنی ابویوسف کے ساتھیوں میں سے کوئی یہاں موجود ہے تو اسے باہر نکال دو۔

(الضعفاء للعقیلی 4/442 وسندہ صحیح)

تبصرہ:

یہ جرح بھی پوری طرح فقہی بنیاپر ہے۔ اور اس میں بھی تضعیف کا کوئی صیغہ موجود نہیں۔

○ امام ابوالحسن علی بن عمر الدارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۸۵ھ) ابویوسف کے بارے میں فرماتے ہیں: "**أعور بين عميان**" اندھوں میں کانا۔

(تاریخ بغداد 14/260 وسندہ صحیح)

تبصرہ:

یہ قول بھی مبہم ہے اور قابل اعتبار نہیں! اور نہ ہی اس میں کہیں کوئی تضعیف کا صیغہ موجود ہے۔

○ امام ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۵۹ھ) فرماتے ہیں: "**أسد بن عمرو وأبو يوسف ومحمد بن الحسن واللؤلؤي قد فرغ الله منهم**"

(احوال الرجال ص76، 77 ت96 تا99)

تبصرہ:

اس قول میں بھی روایتِ حدیث کا کوئی ذکر نہیں۔

- سعید بن منصور رحمہ اللہ (المتوفی ۲۲۷ھ) فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے ابو یوسف سے کہا: ایک آدمی نے مسجد عرفہ میں امام کے ساتھ نماز پڑھی، پھر امام کے (مزدلفہ کی طرف) واپس ہونے تک وہیں رکا رہا، اس کا کیا مسئلہ ہے؟ ابو یوسف نے کہا: کوئی حرج نہیں ہے۔ تو اس آدمی نے (تعجب سے) کہا: سبحان اللہ! ابن عباس فرماتے ہیں کہ جو شخص عرنہ سے واپس لوٹ آئے تو اس کا حج نہیں ہوتا، مسجد عرفہ تو وادی عرنہ کے درمیان ہے (اب جدید توسیع کے بعد عرفات کا کچھ حصہ بھی اس مسجد میں شامل کر دیا گیا ہے) ابو یوسف نے کہا: علامتیں (احکام) آپ جانتے ہیں اور فقہ ہم جانتے ہیں۔ وہ آدمی بولا: جب آپ اصل ہی نہیں جانتے تو فقیہ کس طرح ہو سکتے ہیں؟

(کتاب المعرفۃ والتاریخ 2/790 وسندہ صحیح، وتاریخ بغداد 14/256 وسندہ صحیح)

تبصرہ:

یہ بھی فقہی جرح ہے، حدیث سے اس کا کوئی تعلق نہیں!

وہ اقوال جن میں ابو یوسف کی روایت کا ذکر ہے:

1- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں: "صدوق ولکن من أصحاب أبي حنیفة لا ینبغي أن یروي عنه شیئ" ابو یوسف صدوق تھے لیکن چونکہ وہ ابو حنیفہ کے ساتھیوں میں سے تھے اس لئے ان سے کچھ بھی روایت کرنا زیبا نہیں دیتا۔

(الجرح والتعدیل 9/201 وسندہ صحیح)

تبصرہ:

اس قول سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ابو یوسف امام احمد کے نزدیک بھی صدوق اور حسن الحدیث ہیں لیکن انہوں نے ان کی حدیث سے صرف اس لئے اعراض کیا کہ وہ ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے ہیں اور یہ کوئی علمی وجہ نہیں کہ اس کو بنیاد بنا کر ابو یوسف کی تضعیف کی جائے۔

اس کے علاوہ امام احمد فرماتے ہیں: "كَانَ يعقوب أَبُو يوسف يروي عَن حنظلة وعن المكيين، وكان منصفا في الحديث" یعقوب ابو یوسف حنظلہ سے اور مکیوں سے روایت کرتے ہیں اور وہ حدیث میں منصف (درمیانے) تھے (یعنی حسن الحدیث) تھے۔

(تاریخ بغداد 14/261، وسندہ صحیح)

ایک دوسری جگہ فرمایا: "كان يعقوب أبو يوسف منصفا في الحديث، فأما أبو حنيفة ومحمد بن الحسن فكانا مخالفين للأثر، وهذان لهما رأى سوء. يعني أبا حنيفة، ومحمد بن الحسن." یعقوب ابو یوسف حدیث میں منصف (یعنی حسن الحدیث) تھے، اور جہاں تک ابو حنیفہ اور محمد بن الحسن کا تعلق ہے تو وہ دونوں احادیث کے مخالف تھے اور ان دونوں کی رائے بھی بُری تھی یعنی ابو حنیفہ اور محمد بن الحسن کی۔

(تاریخ بغداد 2/176، وسندہ صحیح)

نوٹ: اس دوسری روایت کے اصل متن میں لفظ "منصفا" غلطی سے "متصفا" لکھا گیا ہے اور یہ کوئی تعارض یا اضطراب نہیں جس کو بنیاد بنا کر اس روایت کو رد کر دیا جائے بلکہ متن میں غلطی ہے اور دیگر جتنے بھی محدثین نے اس قول کو اپنی کتب میں نقل کیا ہے انہوں نے "منصفا" ہی لکھا ہے۔

دیکھیں: تاریخ الاسلام للذہبی (4/954)(4/1021)، سیر اعلام النبلاء للذہبی (7/470، 8/537)، رفع الاصر عن قضاۃ المصر للحافظ ابن حجر العسقلانی (1/469)، لسان المیزان لابن حجر (7/60 ت ابو غدۃ)، مغانی الاخیار للعینی (3/541)، طبقات الحفاظ للسیوطی (1/128)، وغیرہ۔

اور ویسے بھی لفظ "متصفا" کا تو کوئی معنی بھی نہیں بنتا اس قول میں۔ لہٰذا اسے تعارض کہہ کر رد کرنا مردود ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ابویوسف امام احمد کے نزدیک بھی روایتِ حدیث میں صدوق وحسن الحدیث تھے اور انہوں نے ان سے روایت سے اعراض صرف اس لئے کیا کہ وہ اصحاب الرائے میں سے تھے۔

اور اس سے امام احمد بن کامل کے مذکورہ بالا قول کی بھی تصدیق ہو جاتی ہے کہ ابویوسف امام احمد، ابن معین، اور ابن المديني کے نزدیک روایت میں ثقہ تھے۔ لہٰذا امام احمد کو دراصل موثقین میں شمار کرنا چاہیے۔ وہ الگ بات ہے کہ وہ خود ان سے ذاتی وجہ سے روایت نہیں لیتے تھے۔

بلکہ چند دوسری روایات کے مطابق تو امام احمد نے ابویوسف سے روایات لی بھی ہیں، دیکھیں العلل (5630 روایۃ عبداللہ)، وتاریخ بغداد (14/248)، (14/255)، (14/259)۔

2- امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی ۲۵۹ھ) فرماتے ہیں: "ترکوہ" یعنی محدثین نے اسے ترک کر دیا ہے۔

(التاریخ الکبیر 8/397)

یہاں محدثین سے مراد یحیی القطان، عبد الرحمن بن مہدی اور وکیع وغیرہ ہیں جیسا کہ ایک دوسری جگہ امام بخاری فرماتے ہیں: "**تركه يحيي وعبد الرحمن ووكيع وغيرهم**"

(الضعفاء الصغیر 225 وتحفۃ الاقویاء ص 122)

تبصرہ:

امام بخاری کی یہ جرح مفسر تعدیل کے سامنے غیر مفسر ہے اور مذکورہ بالا محدثین کا ابویوسف کو ترک کر دینے سے ان کی تضعیف لازم نہیں آتی۔

3- امام ابوحاتم الرازی رحمہ اللہ (المتوفی ۲۷۷ھ) فرماتے ہیں: "**يكتب حديثه وهو أحب إلي من الحسن اللؤلؤي**" اس کی حدیث لکھی جائے اور وہ مجھے حسن اللؤلؤی سے زیادہ محبوب ہے۔

تبصرہ:

امام ابو حاتم الرازی متشددین میں سے ہیں اور یہ الفاظ بخاری و مسلم کے ثقہ راویوں کے متعلق بھی کہتے ہیں لہٰذا صریح توثیق کے خلاف ان کا یہ قول قابل قبول نہیں ہے۔ امام ذہبی امام ابو حاتم کے متعلق فرماتے ہیں:"إذا وثق أبو حاتم رجلا فتمسك بقوله، فإنه لا يوثق إلا رجلا صحيح الحديث، وإذا لين رجلا، أو قال فيه: لا يحتج به، فتوقف حتى ترى ما قال غيره فيه، فإن وثقه أحد، فلا تبن على تجريح أبي حاتم، فإنه متعنت في الرجال ، قد قال في طائفة من رجال (الصحاح) : ليس بحجة، ليس بقوي، أو نحو ذلك."جب ابو حاتم کسی راوی کی توثیق کریں تو ان کے قول کو مضبوطی سے پکڑ لو کیونکہ وہ (عموما) صحیح الحدیث راوی کی ہی توثیق کرتے ہیں اور جب وہ کسی راوی پر جرح کریں یا اس کے متعلق یہ کہیں کہ اس سے حجت نہیں پکڑی جاتی، تو ان کے قول سے اعراض کرو حتی کہ تم یہ دیکھ لو کہ دوسرے محدثین اس راوی کے متعلق کیا کہتے ہیں تو اگر اس راوی کو کسی نے ثقہ کہا ہے تو ابو حاتم کی تجریح کی طرف دھیان مت دو کیونکہ وہ رجال کے معاملے میں متعنت ہیں اور انہوں نے صحیح (حدیث کے) رجال کے ایک گروہ کے متعلق کہا ہے کہ وہ حجت نہیں ہیں، یا وہ قوی نہیں ہیں یا اس طرح کے الفاظ۔

(سیر اعلام النبلاء:۱۳/ ۲۶۰)

4- امام ابو حفص عمرو بن علی الفلاس رحمہ اللہ (المتوفی ۲۴۹ھ) فرماتے ہیں:"أبو يوسف صدوق كثير الغلط"

(تاریخ بغداد 14/ 260 وسندہ صحیح)

تبصرہ:

ابو یوسف پر کی گئی تمام جروح میں سے یہی ایک جرح ہے جو واقعی جائز معلوم ہوتی ہے لیکن باقی صریح توثیقات کے مقابلے میں یہ بھی مرجوح ہے۔

○ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۳ھ) سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: "لا يكتب حديثه" ان کی حدیث نہ لکھی جائے۔

(الکامل لابن عدی 8/466 وسندہ صحیح، وتاریخ بغداد 14/258)

تبصرہ:

امام ابن معین کی یہ جرح ان کی مذکورہ بالا توثیقات سے باہم متعارض ہے اور بنا کسی دلیل کے توثیق والے اقوال کو منسوخ قرار دینا مردود ہے۔ بلکہ راجح قول توثیق والا ہی ہے۔ اس کی درج ذیل وجوہات ہیں:

اول: توثیق کے الفاظ امام ابن معین سے کئی بار مروی ہیں اور انہیں ابن معین سے ان کے غیر واحد تلامذہ نے نقل کیا ہے جن میں عباس الدوری وغیرہ جیسا ان کے قریبی تلامذہ بھی شامل ہیں جبکہ جرح کا صرف یہ ایک قول مروی ہے۔

دوم: اس قول کے مطابق امام ابن معین ابو یوسف کی حدیث نہ لکھنے کی نصیحت کر رہے ہیں جبکہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ میں ان کی حدیثیں لکھتا بھی ہوں اور انہیں روایت بھی کرتا ہوں۔

سوم: ان کے خاص شاگرد امام عباس الدوری نے بھی صراحت کر دی ہے کہ امام یحییٰ بن معین ان کو ابو یوسف کی احادیث روایت کیا کرتے تھے۔

چہارم: جس سند سے یہ جرح والا قول نقل کیا گیا ہے وہ یہ ہے، "علان–ابن ابی مریم–ابن معین" جبکہ اسی سند سے مروی ہے کہ امام ابن معین نے یہ قول محمد بن الحسن الشیبانی کے متعلق کہا ہے۔ لہٰذا ممکن ہے کہ شیبانی کی بجائے غلطی سے یہ قول ابو یوسف کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو۔ جبکہ امام ابن معین کے اقوال اور ان کا عمل دونوں اسی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ابو یوسف ان کے نزدیک ثقہ تھے۔

پنجم: ابویوسف کے تراجم میں محدثین نے امام ابن معین کو ان کے موثقین میں ہی شمار کیا ہے کسی نے ان کو مضعفین میں شمار نہیں کیا ہے۔ مثلاً دیکھیں احمد بن کامل کا قول۔

لہٰذا توثیق والے اقوال ہر حال میں راجح ہیں۔ اور اگر پھر بھی کوئی نہ مانے تو جرح و تعدیل دونوں متعارض ہونے کے باعث ساقط ہو جائیں گی لہٰذا کسی بھی قول سے حجت پکڑنا جائز نہ ہو گا۔ البتہ اس کی ضرورت ہی نہیں ہے جب دونوں میں راجح اور مرجوح بالکل واضح ہیں، والحمدللہ۔

○ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قاضی ابویوسف سے کہا: **"إنكم تكتبون في كتابنا ما لا نقوله"** تم ہماری کتاب میں وہ باتیں لکھتے ہو جو ہم نہیں کہتے۔

(الجرح والتعدیل 9/201، وسندہ صحیح)

ایک روایت میں آیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا: **"ألا تعجبون من يعقوب، يقول علي ما لا أقول"** کیا تم یعقوب (ابویوسف) پر تعجب نہیں کرتے؟ وہ میرے بارے میں ایسی باتیں کہتا ہے جو میں نہیں کہتا۔

(التاریخ الصغیر / الاوسط للبخاری 2/209، 210 وسندہ حسن)

تبصرہ:

اولاً: امام ابو حنیفہ خود ضعیف ہیں۔

ثانیاً: یہاں پر جھوٹ بمعنی غلطی ہے۔

ثالثاً: امام ابو حنیفہ ابویوسف سے ایک دفعہ کہا تھا، **"ويحك يا يعقوب لا تكتب كل ما تسمع مني فإني قد أرى الرأي اليوم وأتركه غدا وأرى الرأي غدا وأتركه بعد غد"** ہائے اے یعقوب، ہر چیز جو تم مجھ سے سنتے ہو

اسے لکھنے مت بیٹھ جایا کرو کیونکہ میں آج ایک رائے رکھتاہوں توکل اسے چھوڑ دیتاہوں اور کل ایک رائے رکھتاہوں توپرسوں اسے چھوڑ دیتاہوں (تاریخ ابن معین روایۃ الدوری 3/504 ت 2461)۔

اس قول کی روشنی میں معلوم ہوتاہے کہ مذکورہ بالا قول امام ابوحنیفہ نے کس سیاق میں کہاہوگا۔

نوٹ: ابوزرعہ الرازی، عقیلی، اور ذہبی وغیرہ کا کسی کو محض اپنے کتب الضعفاء میں ذکر کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر راوی جو ان کتب میں درج ہیں وہ ان مؤلفین کے نزدیک بھی ضعیف ہے کیونکہ انہوں نے اپنی کتب میں ایسی کوئی شرط نہیں رکھی ہے بلکہ وہ ہر اس راوی کو بھی ان کتب میں شمار کرتے ہیں جس پر جرح کی گئی ہو جبکہ وہ ثقہ ہو۔

خلاصہ:

قاضی ابویوسف پر کبار محدثین وائمہ جرح وتعدیل کی 12 صریح ومفسر توثیقات کے مقابلے میں چار غیر صریح وغیر مفسر جروح کی گئی ہیں۔ جن میں سے بھی امام احمد کا حوالہ توثیق کے زمرے میں آتا ہے۔

موثقین ومعدلین کے نام:

1- احمد بن کامل
2- علی المدینی (معتدل)
3- ابن سعد
4- ابو بکر البیہقی
5- حاکم
6- ذہبی (معتدل)
7- نسائی (متشدد)
8- ابن حبان (متشدد)
9- عمرو الناقد
10- یحیی بن معین (متشدد)
11- احمد بن حنبل (معتدل)
12- ابن عدی الجرجانی (معتدل)

جارحین:

1- احمد بن حنبل (جو کہ دراصل توثیق ہے)

2- البخاری

3- ابوحاتم (متشدد)

4- عمرو بن علی الفلاس

جبکہ باقی جتنی بھی جرحیں ہیں وہ ابو یوسف کی فقہ سے متعلق ہیں لہٰذا ان کا روایتِ حدیث میں تضعیف سے کوئی تعلق نہ ہونے کی وجہ سے انہیں نہیں گنا گیا۔

اب اگر جرح و تعدیل کے اصولوں کو مدنظر رکھا جائے تو توثیق تو راجح ہے ہی لیکن اگر جمہور اور گنتی کے فارمولے کو بھی دیکھا جائے تو بھی توثیق ہی راجح ہے کیونکہ 4 کے مقابلے میں 12 جمہور ہے۔

جیسا کہ امام ابن حبان نے فرمایا اہل حدیث بنا کسی تعصب اور جانبداری کے محض دلائل کی بنیاد پر ہی فیصلہ کرتے ہیں چاہے وہ ان کے مخالفین کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، یہی انصاف کا تقاضی ہے اور یہاں انصاف کا تقاضی یہ ہے کہ قاضی ابو یوسف روایتِ حدیث میں صدوق و حسن الحدیث ہیں والحمدللہ۔

قاضی ابو یوسف کے بعض اقوال:

1- قاضی ابو یوسف نے کہا:"أول من قال: القرآن مخلوق أبو حنيفة – يريد بالكوفة" کوفہ میں سب سے پہلے ابو حنیفہ نے قرآن کو مخلوق کہا۔

(المجروحین لابن حبان 3/ 64،65،وسندہ حسن،السنہ لعبد اللہ بن احمد 236، تاریخ بغداد 13/ 385)

2- قاضی ابویوسف نے کہا: "كان أبو حنيفة يري السيف" ابوحنیفہ (مسلمانوں میں ایک دوسرے کو مارنے کے لئے) تلوار چلانے کے قائل تھے۔ (یعنی حکمرانوں کے خلاف خروج وبغاوت کو جائز سمجھتے تھے) حسن بن موسی الاشیب نے کہا کہ میں نے ابویوسف سے پوچھا: کیا آپ بھی اس کے قائل ہیں؟ انہوں نے کہا: معاذ اللہ۔

(کتاب السنہ لعبد اللہ بن احمد: 234 وسندہ صحیح)

3- قاضی ابویوسف نے کہا: "بخراسان صنفان ما علي ظهر الأرض أشر منهما: الجهمية والمقاتلية" خراسان میں دو گروہ ایسے ہیں جن سے زیادہ شریر گروہ روئے زمین پر کوئی نہیں ہے: جہمیہ (جہم بن صفوان کے پیروکار) اور مقاتلیہ (مقاتل بن سلیمان کے پیروکار)۔

(کتاب السنہ لعبد اللہ بن احمد: 14 وسندہ صحیح، اخبار القضاۃ 3/258، وسندہ صحیح)

4- قاضی ابویوسف نے کہا:

"من طلب العلم بالكلام تزندق ومن طلب المال بالكيمياء افتقر ومن طلب الحديث بالغرائب كذب" جو شخص علم کلام کے ذریعے سے (دین کا) علم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ زندیق (کافر) ہو جاتا ہے اور جو شخص علمِ کیمیا (سونا بنانے کے علم) کے ذریعے سے مال کمانا چاہتا ہے وہ فقیر ہو جاتا ہے، اور جو شخص غریب احادیث (جمع کرنے) کی طلب رکھتا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے۔

(اخبار القضاۃ 3/258 وسندہ صحیح)

5- قاضی ابویوسف نے کہا:

"يا قوم أريدوا بفعلكم الله، فإني لم أجلس مجلسا قط أنوي فيه أن أتواضع إلا لم أقم حتي أعلوهم ولم أجلس مجلسا قط أنوي فيه أن أعلوهم إلا لم أقم حتي افتضح" اے قوم! اپنے افعال

سے اللہ کی رضامندی طلب کرو، پس بے شک میں جس مجلس میں تواضع (عاجزی) کی نیت سے بیٹھا ہوں تو میں سب پر غالب آیا ہوں اور میں جس مجلس میں بلند ہونے کی نیت کے ساتھ بیٹھا ہوں تو مجھے ذلیل ہونا پڑا ہے۔

(اخبار القضاۃ 3/258 وسندہ صحیح)

نوٹ: اس مضمون میں زیادہ تر حوالہ جات اور تراجم شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کے مضمون سے لئے گئے ہیں۔